Dr. Shahnaz Ara
Deptt of Urdu
D.N.L.N.V.D. College.

اُردو ناول نگاری کا "آغاز و ارتقاء"

تہذیب اور ترقی کی راہ پر چلتی ہوئی دنیا میں ادب نے جب زندگی کے سماجی اثرات قبول کیے تو اس قبولیت کے اظہار کا بیانیہ وسیلہ داستان کہانی یا قصہ بنا جو زماں و مکاں کے اثرات سے دوچار ہو کر ادب کی اس شکل میں دنیا کے سامنے آیا جسے ناول کہا جاتا ہے۔ اردو کی جدید نثری اصناف میں ناول ایک ترقی یافتہ صنف ہے۔ ناول کی ضمنی تکمیل گرچہ یورپ چند کے ناولوں سے ہوتی ہے لیکن، انیسویں صدی کی چھٹی دہائی سے ہی اُردو میں ناول نگاری کا باقاعدہ آغاز ہو چکا تھا۔

پروفیسر احتشام حسین کا بیان ہے کہ بہت سے لوگ نذیر احمد کو ناول نگار نہیں مانتے لیکن یہ محض اصطلاح کا چکر ہے میں ان کی سماجی بصیرت اور تاریخی شعور دیر انگیز

انہیں اُردو کا پہلا اور بہت اہم ناول نگار قرار دیا جاتا ہے

مولوی نذیر احمد کے بعد جس ناول نگار کا نام سامنے آتا ہے

وہ بھی یقیناً پنڈت رتن ناتھ سرشار ہیں جو اپنے ناولوں

سیر کہسار، جام سرشار، کامنی اور فسانۂ آزاد کی وجہ سے جانے جاتے

ہیں۔ بقول آل احمد سرور صاحب سرشار نے بہت سی کتابیں

لکھی ہیں مگر فسانۂ (آزاد ہی) آزاد ہی انکا شاہکار ہے۔ اسی وجہ

سے وہ زندہ ہیں۔ ان کی دوسری کتابیں ان کی وجہ سے زندہ ہے

بقول فراق گورکھپوری "وہ مٹی کے ہیرا ہیں جیسے ڈکنس اور

انہیں ڈکنس کو دیکھا ضرور پڑے گا۔ پروفیسر عمر حسین نے لکھا ہے

"سرشار اردو کے پہلے ادیب ہیں جنہوں نے شعوری طور پر

ناول کے فن کو سمجھنے اور برتنے کی کوشش کی ہے اور ناول کی

تکمیل میں بعض اجزائے ترکیبی کا خیال رکھا ہے۔

بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی اردو ادب کے افق پر جو
نام نمودار ہوتا ہے وہ پریم چند ہیں ان کا پہلا ناول "اسرارِ معابد"
اور افسانوں کا پہلا مجموعہ "سوزِ وطن" ہے پریم چند کے بعد سجاد
حیدر یلدرم، مجنوں گورکھپوری، قاضی عبدالغفار، ل احمد اکبر آبادی
نیاز فتحپوری، حجاب امتیاز علی تاج قابلِ ذکر ہیں ان کو عام
طور پر رومانوی تحریک سے وابستہ ادیب کہا جاتا ہے۔ رومانوی
ادیبوں کے یہاں ذہنی آزادی، انفرادی عمل، فکر و تخیل کی
آزادی، ماضی کا احیاء، اساطیری عناصر کی پیش کش اور خواب و خیال
اور تصورات میں کھو کر جینے کا رجحان ملتا ہے

علی گڑھ تحریک کے بعد اور رومانی تحریک کے قریب جو
تحریک سب سے زیادہ موثر ہو کر سامنے آئی وہ ترقی پسند تحریک تھی
جس نے بہت کم وقت میں نہ صرف اردو بلکہ ہندوستان کی دیگر زبانوں
پر بھی اپنا اثر ڈالا۔ ترقی پسند تحریک کے مقاصد میں سماج
مساوات کی حمایت اور کسی بھی سطح پر ہونے والے ظلم

Scanned with CamScanner

ظلم و جبر کی عکاسی شامل تھی۔ اس وقت میں جب

اردو افسانہ محض افسانہ طرازی بنا ہوا تھا ناولوں

میں رومانی جذبات کا اظہار ہو رہا تھا۔ شاعری میں گل و بلبل کے قصے

گائے جا رہے تھے۔ اور تنقید محض تاثرات کے اظہار تک محدود تھی

ترقی پسند تحریک کے ذریعے ادبی منظر نامے پر ایک زبردست

تبدیلی آئی۔

ترقی پسند ادیبوں میں عصمت چغتائی ایک اہم

نام ہے۔ جنہوں نے ٹیڑھی لکیر میں آپ بیتی کی تکنیک سے

کام لیا ہے جب کہ اس نے مرکزی کردار شمن کی پیش کش

میں تحلیل نفسی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ٹیڑھی لکیر کے علاوہ "معصومہ"

اور "دل کی دنیا" کو ان کی نمائندہ تصانیف میں شمار ناولوں

میں عورت اور اس کے اندر پیدا ہونے والے انقلاب اور

بغاوت کی لہروں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے

مغرب میں انیسویں صدی میں نئے علوم و فنون اور سائنسی ترقیوں
کے نتیجے میں فکر و احساس کی ایک نئی لہر آئی جسے روشن خیالی سے
تعبیر کیا جاتا ہے اور جدیدیت یا Modernity کے رجحان
سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ اس نے ترقی پسند تحریک کی سیاست زدگی
نعرے بازی اور اجتماعیت سے گریز کرکے "فرد کی زندگی" اور اس
کے داخلی و نفسی کوائف پر زور دیا اور مغرب کے ان نئے
رجحانات کے زیر اثر افسانوی ادب میں تجربے ہوئے

اردو ناول فرد اور سماج کے تیز رفتار
ترقیوں اور تبدیلیوں کے سارے مباحثات اور مسئلوں کا دریا ہے
حالیہ عرصے کے اردو ناولوں میں کردار نگاری کا پہلو قدرتاً
کمزور ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ ناول صورت حال کی عکاسی
تو کرتے ہیں لیکن فرد کے حوالے سے نہ کہ اجتماعی صورت
حال کو موضوع بناتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان ناولوں میں امراؤ جان ادا، مودی
یا داؤں جیسے کردار نہیں ملتے۔ بہر حال یہ کہا جا سکتا ہے کہ
اردو ناول نگاری کی موجودہ صورتِ حال کافی حوصلہ افزا ہی
ہے۔ اور توقع کی جا سکتی ہے کہ آنے والے دنوں میں اچھے ناول
لکھے جاتے رہیں گے۔

Shahnaz Ara.